پاک فوج کے نامور مزاح نگار

ڈاکٹر سعید احمد

Dr. Saeed Ahmad

Associate Professor, Department of Urdu,

Govt. College University, Faisalabad.

Abstract:

Pakistan Army is one of the best armed forces in the world. Pak Army has played a major role in development of socio-economic conditions and many other fields. The writers of our Army made a great contribution in urdu literature, especially in humour.

In this article, some of the finest humourist of Pak Army are discussed named Major Chiragh Hussan Husrat, Col. Muhammad Khan, Major Zameer Jafri, Captain Shafiq-ur-Rehman, Brigadier Siddique Salik and Captain Ishtiaq Hussain.

نظیر کا شعر ہے:

گُل سے کوئی کہے کہ شگفتن سے باز آ
اس کو تو پھولنا ہے نہ پھولے تو کیا کرے

تخلیق اور نشو ونما کی قوت عطیۂ خداوندی ہے۔ یہ صلاحیت ہر جگہ اور ہر قسم کے ماحول میں اپنے اظہار کی صورت تلاش کر لیتی ہے۔ اردو مزاح کے کل سرمائے پر نظر دوڑائیں تو ایک خوشگوار حیرت ہوتی ہے کہ ہمارے بہترین مزاح نگاروں میں سے بیشتر کا تعلق افواجِ پاکستان سے ہے۔

ہماری فوج نے نہ صرف عسکری محاذ پر کارہائے نمایاں سرانجام دیے ہیں بلکہ ملک کی تعمیر و ترقی میں بھی مرکزی کردار ادا کیا ہے۔ یوں تو پاک فوج کے اہلِ قلم اردو ادب کے ہر میدان میں اپنے علم و فضل کے جھنڈے گاڑ چکے ہیں لیکن میدانِ ظرافت ان کی خاص جولان گاہ نظر آتا ہے۔ میجر چراغ حسن حسرت، میجر ضمیر جعفری، کیپٹن شفیق الرحمن، بریگیڈیئر صدیق سالک، کرنل محمد خان اور کیپٹن اشفاق حسین جیسے مزاح نگاروں نے اپنی شگفتہ اور دھنک رنگ تحریروں سے آسمانِ ادب کو جو تنوّع اور تابانی بخشی ہے اس پر پوری اردو دنیا افواجِ پاکستان کو سلام اور سیلوٹ پیش کرتی ہے۔

میجر چراغ حسن حسرت (۱۹۰۴ـ۵۵ء) دوسری جنگِ عظیم میں فوج کے محکمہ تعلقاتِ عامہ میں بطور میجر اپنی خدمات انجام دیتے رہے۔ اگرچہ حسرت کی عسکری زندگی قیامِ پاکستان سے قبل کی ہے لیکن ان کی مزاح نگاری کو ہم ’فوجی مزاح‘ کا نقشِ

اول کہہ سکتے ہیں۔ یوں تو چراغ حسن حسرت نے صحافت اور شاعری کے میدان میں بھی خوب نام کمایا لیکن اردو ادب میں اپنی شگفتہ تحریروں خصوصاً ''جدید جغرافیہ پنجاب'' جیسی سدا بہار تصنیف کے باعث ان کا نام بڑے مزاح نگاروں کی فہرست میں شامل کیا جا سکتا ہے۔ 'سند باد جہازی' کے فلمی نام سے حسرت کی یہ کتاب اردو کے مزاحیہ ادب میں ایک یادگار کتاب ہے۔

تحریکِ پاکستان کے زمانے میں مسلم لیگ اور کانگریس کے اکابرین اور اس دور کی تاریخ اور سیاست کو اصطلاحاتِ جغرافیہ کی صورت میں پیش کر کے حسرت نے اردو طنز و مزاح کو ایک نیا ذائقہ عطا کیا ہے۔ ''جدید جغرافیہ پنجاب'' کے آخر میں ''اشارات'' کے عنوان سے کتاب میں مذکور مزاحیہ اصطلاحات کی وضاحت بھی کر دی گئی ہے۔ چند اصطلاحات ملاحظہ کیجیے:

دریائے الہ بخش، منوہر پربت، کوہِ خضر، کوہ ممدوٹ، درۂ غضنفر، اُجّل ڈنڈی، جھیل دولتانہ، بھار گو پربت اور سطحِ مُرتفع، کچلو نگر، ٹوانہ گنج، نون پورہ، ٹھٹھہ گُرمانی وغیرہ۔

یہ کتاب سات ابواب پر مشتمل ہے۔ چھٹے باب ''ذرائع آمد و رفت'' سے ایک اقتباس پیشِ خدمت ہے:

''غضنفر نگر مشہور شہر اور ایک نہایت زرخیز علاقے کے مرکز میں واقع ہے جہاں مُلّا اور پیر کے علاوہ اعلیٰ درجہ کا صوبیدار، جمعدار اور نہایت نفیس قسم کا بلم ٹیر بھی پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے غضنفر نگر نے بہت بڑی تجارتی منڈی کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔' چنانچہ اس شہر میں اکثر پرانی عمارتیں بھی موجود ہیں جن میں یہاں کا امام باڑہ خاص طور پر قابلِ ذکر ہے۔ کوہِ خضر کی گھاٹیوں کے پاس خضر آباد کا بارونق شہر ہے جو اس لائن پر ایک مشہور اسٹیشن ہے۔ یہاں سے ایک چھوٹی سی ریلوے لائن نکالی گئی ہے جس نے ٹوانہ گنج کو اس مرکزی لائن سے ملا دیا ہے۔ نون پورہ کی بستی جہاں نمک کی کان ہے اس لائن پر واقع ہے۔ ٹوانہ گنج اور نون پورہ کے اُس پاس کا علاقہ نہایت زرخیز ہے۔ یہاں اعلیٰ درجے کا میجر کپتان صوبیدار پیدا ہوتا ہے جو دساور کو بھیجا جاتا ہے اور بڑی قیمت پاتا ہے اور نون پورہ کی نمک کی تو ولایت میں بھی مانگ ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ اب اس کی کھپت زیادہ وہیں ہے۔''(۱)

کرنل محمد خان (۹۹۔۱۹۱۰ء) کا شمار اردو ادب کے ممتاز مزاح نگاروں میں ہوتا ہے۔ انھیں اپنے ہم مشرب و ہم پیشہ لکھنے والوں میں یہ امتیاز حاصل ہے کہ انھوں نے سب سے زیادہ عسکری زندگی کو اپنے مزاح کا موضوع بنایا۔

''بجنگ آمد''، ''بسلامت روی'' اور ''بزم آرائیاں'' تینوں کتابوں میں ایک فوجی افسر کی ملازمت پیشہ زندگی اور دیگر معاملات و معمولات کو جس خوب صورت اور شگفتہ پیرائے میں کرنل محمد خان نے پیش کیا ہے وہ انھی کا خاصا ہے۔ کرنل محمد خان لطیفوں اور چٹکلوں کی بجائے واقعات، کرداروں اور مکالموں سے مزاح پیدا کرنے کا گُر جانتے ہیں۔ ان کی نثر میں خوب صورت اور برجستہ اشعار اپنی الگ بہار دکھاتے ہیں۔ ''بجنگ آمد'' سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجیے:

''بریگیڈ میس میں نئے نئے پہنچے اور انگریز افسروں کو باہم باتیں کرتے سنا تو ہمیں اچانک احساس ہوا کہ ہم تو انگریزی میں کورے ہیں۔ ہمیں بھرتی ہونے سے پہلے ناز تھا کہ ہم نے شیکسپیئر اور ملٹن پڑھ رکھا ہے اور یہ کہ اور نہیں تو Table-Talk میں نمبر لیں گے۔ لیکن میز پر

بیٹھے تو ہماری ساری ٹاک ہوا ہوگئی۔ ان لوگوں سے بات کرنے یا سمجھنے میں شیکسپیئر دانی یا ملٹن فہمی کا کچھ حاصل ہی نہ تھا۔ بے تکلف مردانہ محفلوں میں انگریزی کی بول چال چٹ پٹے محاوروں اور خستہ کرارے بلکہ فحش اور عریاں الفاظ سے مرکب ہوتی ہے۔ ان الفاظ پر درسی کتابوں اور ڈکشنریوں کے دروازے بند ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ انگریزی ہمارے سکولوں اور استادوں تک نہیں پہنچی۔ یہ فقط اہلِ زبان کے آگے گوشِ ادب وا کرنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ چنانچہ ہر شب جب ہم میس سے اپنے خیمے کو لوٹتے تو دو صفحے نئے الفاظ کے رقم کر لیتے اور اگلے روز سہمے سہمے ان کے استعمال پر بھی طبع آزمائی کرتے۔ اس فن میں پختگی کے لیے بڑی ریاضت درکار ہے۔ بہر حال ہمیں اپنی لغت پر مکمل عبور تو حاصل نہ ہو سکا لیکن گزارا اچھا خاصا ہونے لگا۔ اب کہ انگریز جا چکا ہے، یہ الفاظ کمیِ استعمال کی وجہ سے زنگ آلود ہو گئے ہیں اور جب تک کسی سے لڑائی نہ ہو زبان پر نہیں آتے۔'' (۲)

میجر ضمیر جعفری (۹۹۔۱۹۱۶ء) نے ادبی زندگی کا آغاز چراغ حسن حسرت کے ہفت روزہ ''شیرازہ'' میں بطور مدیرِ معاون کیا۔ پھر جنگِ عظیم دوم کے زمانے میں فوج کے شعبہ تعلقاتِ عامہ سے وابستہ ہو گئے اور ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد بطور میجر فوج سے ریٹائر ہوئے۔

بلاشبہ سید ضمیر جعفری افواجِ پاکستان کے مزاح نگاروں میں سب سے زیادہ نامور اور مقبول شاعر اور نثر نگار تھے۔ نظم و نثر میں انھوں نے پچاس سے زائد کتابیں یادگار چھوڑی ہیں۔ میجر ضمیر جعفری کا مزاح طبیعت میں بشاشت اور گدگدی پیدا کرتا ہے۔ ان کے مزاح میں ایک پرسکون بہتے دریا کی سی روانی ہے۔ ضمیر جعفری کے مزاح کے موضوعات متنوع ہیں۔ اکثر منظومات اور مضامین میں عسکری زندگی کی خوب صورت جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ شورش کاشمیری ایک جگہ ضمیر جعفری کا حلیہ یوں بیان کرتے ہیں:

''فکر موج میں یعنی شاعر خود موج میں یعنی میجر۔ اس پرانے نظریے کی بلا تردید کہ دو ضدیں یکجا نہیں ہو سکتی ہیں۔ قلم اور تلوار دونوں کے راز دار، عسکری رعایت سے جنگ نژاد اور شعر کی نسبت سے رنگ نہاد، چال میں چپ اور اس کا دبدبہ ڈھال میں یمین و یسار کا دغدغہ، آنکھیں کٹار، ساغر کو ذرا ہاتھ سے لینا کہ چلا میں تصویر فی الجملہ تھری ناٹ تھری کی دو گولیاں جو بہر حال نہ ختم ہونے والی مار رکھتی ہیں۔ قد کڑی کمان، ماتھا چہرے کی ڈھال، ناک کشیدہ لیکن نتھنے دو نالی بندوق کے مانند، دہانہ چوڑا، کان ہر آن کھڑے رہتے ہیں۔ ذات سید ضرب یَدُ اللّٰہی، طبیعت میں بُوئے اسَدُ اللّٰہی یعنی ملکی اور ملی دشمن کے سوا کسی کو ضرر پہنچانا جانتے نہیں۔'' (۳)

وہ ''اُڑتے خاکے'' میں ''چاچا دینا'' کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''چاچا دین محمد ہمارے کالج کے ان نامی گرامی طلبا میں سے تھے جو مسلسل فیل ہو کر طالب علم سے زیادہ پروفیسر معلوم ہونے لگتے ہیں اور پایانِ کار ''خلیفہ'' کے خطاب سے سرفراز ہوتے

ہیں۔ دین محمد البتہ ''خلیفہ'' کیوں نہیں تھے یا ''چاچا'' کیوں تھے؟ یہ دراصل آثارِ قدیمہ کی ایسی بحث تھی جس میں پڑنے کی ہمیں ضرورت تھی نہ ہمت، وہ ہم سے بہت پہلے ''چاچا'' کی حیثیت سے کنفرم ہو چکے تھے۔ پرنسپل سے لے کر گھنٹی بجانے والے ٹیلین چپڑاسی تک سب انھیں ''چچا'' ہی کہتے تھے۔''(۴)

کیپٹن شفیق الرحمٰن (۲۰۰۰ء۔۱۹۲۰ء) اردو ادب میں سب سے شوخ، شریر اور شگفتہ مزاح نگار ہیں جن کی زنبیل میں طنز و مزاح کے سب سے زیادہ حربے موجود ہیں۔ لطائف و ظرائف، تحریفات، لفظی چٹکلے، مسخاکے، حماقتیں اور مزید حماقتیں وغیرہ۔ شفیق الرحمٰن کے مضامین ہوں، سفرنامے یا افسانے سب میں ہنسی مذاق اور رومان کا خوب صورت امتزاج نظر آتا ہے۔ کیپٹن شفیق الرحمٰن کی تحریروں میں مشرقی اور مغربی مزاح آپس میں بغل گیر نظر آتے ہیں۔ ایک طرف رعایتِ لفظی، پھبتی اور ضلع جگت کا انداز ہے تو دوسری جانب موازنہ، مبالغہ اور کیری کیچر کی صورتیں نظر آتی ہیں۔ شفیق الرحمٰن اردو ادب میں رومانوی مزاح کا سب سے نمایاں نام ہے۔ وہ لفظ تراشی اور ترکیب سازی میں بھی کمال رکھتے تھے۔ شگوفے کے ایک مضمون ''شیطان'' سے دو اقتباسات ملاحظہ کیجیے۔ Twist of Tongue کی ترکیب سے کیسے مزاح پیدا کیا ہے:

''ہم پہلی منزل کے برآمدے میں کھڑے تھے۔ وہ مولانا بھی ساتھ تھے اور نیچے جھانک رہے تھے۔ غالباً انتظار تھا انھیں کسی کا۔ اتنے میں ایک ٹانگہ گزرا۔ مولانا چلّا کر بولے:'' بھئی ٹھہرنا، تمھارا ٹانگی خالہ ہے کیا؟'' ادھر ٹانگے والے نے سنا ہی نہیں۔ مجھے بڑی ہنسی آئی لیکن شیطان بڑی سنجیدگی سے بولے ''قبلہ! اگر آپ یوں فرماتے تو بہتر تھا کہ تمھاری ''تمھاری خالہ ٹانگی ہے کیا؟''(۵)

اسی مضمون سے ایک اور مثال دیکھیے:

''قبلہ! ان سیڑھیوں کے متعلق بھی ایک پراسرار قصہ ہے جسے میں اس اندھیرے میں سنانا نہیں چاہتا، اور مولانا اور بھی آہستہ آہستہ اترنے لگے۔ اجی آپ تو بچ کر کے اتر رہے ہیں ذرا جلدی کیجیے۔ شیطان بولے ویسے بھی ذرا چکنی سیڑھیاں ہیں۔ کہیں۔۔۔۔ وہ بولے جی ہاں! واقعی! سیڑھیاں اترتے چڑھتے وقت ضرور خیال رکھنا چاہیے کیونکہ ابھی پرسوں کا ذکر ہے کہ میں جلدی جلدی زینے سے اتر رہا تھا یکلخت جو ایک پھسلی سے سیڑھا تو دور تک سیڑھتا چلا گیا۔''(۶)

بریگیڈیئر صدیق سالک (۸۸۔۱۹۳۵ء) اردو ادب کا ایک جانا پہچانا نام ہے۔ ''ہمہ یاراں دوزخ'' اور ''میں نے ڈھاکہ ڈوبتے دیکھا'' جیسی سنجیدہ کتابوں اور ''پریشر ککر'' جیسے فکر انگیز ناول کے خالق بریگیڈیئر صدیق سالک کا بنیادی حوالہ تو فکشن اور فیکشن ہے لیکن وہ ایک اچھے مزاح نگار بھی تھے۔ ''تادمِ تحریر'' ان کی ایسی شگفتہ کتاب ہے جس میں طنز و مزاح کا رنگ اور ذائقہ بہت مختلف اور منفرد ہے۔ یہ کتاب ایک پیش لفظ اور چار مختلف قسم کے حصوں پر مشتمل ہے جسے مزاح نگار نے ایک دروازے اور چار دریچوں کا نام دیا ہے۔ جونہی پیش لفظ کا دروازہ کھلتا ہے تو کتاب کی غرض تصنیف پر نظر پڑتی ہے، لکھتے ہیں:

''حالیہ مردم شماری سے پتہ چلتا ہے کہ ملک میں فی مربع میل آبادی بڑھ گئی ہے لیکن بعض خفیہ ذرائع نے انکشاف کیا ہے کہ فی گھرانہ مسکراہٹیں کم ہوگئی ہیں لہٰذا اس قومی ضرورت کے پیشِ نظر یہ کتاب لکھی گئی ہے۔ اللہ کرے اس کی اشاعت سے یہ ضرورت کسی حد تک پوری ہو سکے۔''(۷)

اس کتاب کے دریچۂ اول کو ''ایکسرے رپورٹ''، دوم کو ''سفرنامچے''، سوم کو ''قندِ مکرّر'' اور چہارم کو ''ریڈی میڈ تقریریں'' کے عناوین دیے گئے ہیں۔ یوں تو چاروں دریچے دلچسپ اور دلکشا ہیں لیکن چوتھا دریچہ تو واقعی باغ و بہار ہے۔ اس دریچے میں آٹھ ریڈی میڈ تقریریں انشائے لطیف و ظریف کی عمدہ مثالیں ہیں۔

ایک افطار پارٹی پر تقریر کے اختتامی کلمات ملاحظہ کیجیے:

''آخر میں مَیں افطار پارٹی کے جملہ منتظمین کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا اور تمام مہمانوں کو بھی داد دیتا ہوں کہ انھوں نے منتظمین کی محنت کو اکارت نہ جانے دیا اور تمام چیزوں کا صفایا کر دیا۔ باہمی تعاون اور اتفاق میں بڑی برکتیں ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اگر ہم نے افطار پارٹیوں کے بندوبست اور حاضری میں اسی لگن اور جانفشانی کو اپنائے رکھا تو ایک دن ہم روزے بھی رکھنا شروع کر دیں گے۔ ان شأ اللہ!''(۸)

کرنل اشفاق حسین جنٹل مین سیریز کے خالق ہیں۔ کرنل صاحب کی دس کتابوں کے مجموعی طور پر اب تک سو سے زائد ایڈیشن چھپ چکے ہیں جو کسی بھی مزاح نگار کے لیے ایک اعزاز بھی ہے اور ریکارڈ بھی۔ کرنل اشفاق حسین اپنی اوّلین کتاب ''جنٹل مین بسم اللہ'' کی اشاعت ہی سے صفِ اول کے مزاح نگاروں میں شامل ہو چکے ہیں۔ ان کے مزاح کی خاص بات روانی اور شگفتگی ہے۔ ان کا مزاح عوامی مزاج کا ہے۔ وہ مبالغہ آرائی اور لفظی الٹ پھیر سے کام نہیں لیتے۔ اردو کے نامور مزاح نگار مشتاق احمد یوسفی نے بجا طور پر کرنل اشفاق حسین کی قوتِ مشاہدہ کی تیزی اور بیان کی سادگی اور دلنشینی کی تعریف کی ہے۔ وہ جزئیات نگاری اور لفظی تصویر کشی کے ذریعے قارئین کو مسلسل تبسم آفریں جملوں سے گُدگُداتے رہتے ہیں۔

''جنٹل مین بسم اللہ'' سے ایک اقتباس پیشِ خدمت ہے:

''ہم لکھنے پڑھنے سے گھبرا کر فوج میں آئے تھے لیکن یہاں آسمان سے گرا کھجور میں اٹکے والی بات تھی۔ شروع شروع میں تو کیڈٹوں کے لیے یہ روزمرہ کا معمول ہے کہ ادھر کوئی غلطی ہوئی ادھر حکم ملا کہ ہزار بار لکھو ''میں آئندہ ایسی غلطی نہیں کروں گا۔'' نوٹس بورڈ پر کسی کیڈٹ کے لیے کوئی ہدایت لکھی تھی۔ اس نے نوٹس بورڈ ہی نہیں پڑھا۔ حکم ہوا، ہزار بار لکھو ''آئندہ پیریڈ ختم ہونے کے بعد اس وقت تک کمرے میں نہیں جاؤں گا جب تک بورڈ نہ پڑھ لوں۔'' پلاٹون کمانڈر نے ایک صفحے کا لکھنے کا کوئی کام دیا تھا۔ کیڈٹ سے بھول ہوگئی، حکم ہوا ہزار بار لکھو ''آئندہ میں گھر کا کام باقاعدگی سے کروں گا۔'' اب ایک صفحے کی بجائے بیسیوں

صفحات لکھے جا چکے ہیں لیکن گھر کا کام ختم نہیں ہو پا رہا۔ مزید ایک ہزار فقرے لکھنے کی سکت باقی نہیں لیکن یہ کام مکمل کرنا ضروری ہے چاہے رَت جگا ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔ ایسا بھی ہوتا تھا کہ ایک دن میں آپ کے ذمے کئی کئی ہزار فقرے ہیں۔ ایک ہزار فقرے آپ نے پلاٹون کارپورل کو لکھ کر دینے ہیں۔ دو ہزار پلاٹون کمانڈر کا قرض ہے اور ہزار پانچ سو کسی اور کو واجب الادا ہیں۔'' (۹)

اس اجمالی جائزے سے یہ حقیقت روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ اردو کے مزاحیہ ادب میں معیار اور مقدار ہر دو اعتبار سے پاک فوج کا کردار قابلِ تعریف اور ناقابلِ فراموش ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سندباد جہازی، جدید جغرافیہ پنجاب، لاہور: اردو اکیڈمی، ۱۹۴۰ء، ص:۱۳۔۱۱۲

۲۔ محمد خان، کرنل، بجنگ آمد، لاہور: مکتبۂ جدید، ۱۹۶۸ء، ص:۹۲۔۹۱

۳۔ عرفان اللہ خٹک، ڈاکٹر، سید ضمیر جعفری شخصیت اور فن، اسلام آباد: اکادمی ادبیات پاکستان، ۲۰۱۷ء، ص:۲۲

۴۔ ضمیر جعفری، سید، اڑتے خاکے، جہلم: بک کارنر، ۱۹۸۷ء، ص:۱۸

۵۔ شفیق الرحمن، شگوفے، لاہور: غالب پبلشرز، ۱۹۸۳ء، ص:۲۲

۶۔ ایضاً، ص:۲۳

۷۔ صدیق سالک، تا دمِ تحریر، راولپنڈی: مکتبۂ سرور، ۱۹۸۱ء، ص:۵

۸۔ ایضاً، ص:۲۷۳

۹۔ اشفاق حسین، کرنل (ر)، جنٹل مین بسم اللہ، لاہور: ادارہ مطبوعاتِ سلیمانی، ۲۰۱۸ء، ص:۲۷۔۱۲۶

☆......☆......☆